رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح چندہ

سالانہ	۲۰ روپے
ششماہی	۱۱ "
سہ ماہی	۶ "
ماہوار	۲ ½ "

قیمت

فی پرچہ ۱۰ ؍

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۹ ماہ شہادت: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت زیادہ علیل ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت اسہال کی وجہ سے علیل ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

جلد (۲) | ۳۰ شہادت ۱۳۲۷ ش | ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ | ۳۰ اپریل ۱۹۴۸ء | نمبر ۹۶

وزراء مغربی پنجاب کی مراجعت

لاہور ۲۹ اپریل: مغربی پنجاب کے وزیر اعظم خان ممدوٹ اور دیگر وزراء کراچی سے واپس لاہور پہنچ گئے ہیں۔ آج ایک سرکاری اعلان میں انہوں نے کہا کہ ہم حکومت کو چلانے کے لئے یکے اراوے اور باہمی اتحاد سے کام کریں گے۔ اور قائد اعظم کی ہدایات کے مطابق عمل کریں گے۔

جنگ بند کرنے کا عارضی سمجھوتہ

قاہرہ ۲۹ اپریل: معلوم ہوا ہے۔ کہ عرب لیگ نے لڑائی بند کرنے کے لئے عارضی سمجھوتہ کی شرطوں کو مان لیا ہے۔ اور اگر یہ سمجھوتہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو نگرانی کی کونسل فلسطین میں پولیس بھیجنے کے مسئلہ پر غور کرے گی۔ کونسل کا اجلاس آج رات منعقد ہو رہا ہے۔

※ جلسہ کرنے کے متعلق سوچ و بچار کیا جا رہا ہے جس میں تمام ممالک کے وزرائے اعظام کو شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔

پاکستان کا صحافتی وفد ایران کو

لاہور ۲۹ اپریل۔ پاکستان نیوز پیپرز ایسوسی ایشن کا ایک وفد عنقریب ایران جائیگا۔ ایرانی اخبار نویسوں نے جو گذشتہ تین ہفتوں سے پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں انہیں ایران آنے کی دعوت دی ہے۔

ہندوستانی فوج کے ایک قافلہ کا صفایا

دشمن کا بھاری جانی و مالی نقصان

تراڑکھل ۲۹ اپریل۔ آج نوشہرہ کے محاذ پر ہندوستانی فوج کے لئے رسد لانے والے ایک قافلہ کا جو ۳۰ خچروں پر مشتمل تھا۔ صفایا کر دیا گیا ہے اور محافظین سے تمام اسلحہ وغیرہ چھین لیا گیا ان میں سے معدودے چند بمشکل اپنی جان بچا سکے۔ اس کا انتقام لینے کے لئے ہندوستانی ہوائی جہازوں نے آزاد فوج کی چوکیوں پر شدید بمباری کی۔

جاپان کے تجارتی وفد کی آمد

ٹوکیو ۲۹ اپریل۔ جاپان کا ایک تجارتی وفد عنقریب پاکستان اور ہندوستان کا دورہ کرنے کے لئے آئیگا اور دونوں ملکوں میں پٹ سن، نمک کی پیداوار کا جائزہ لیگا وہ یہ بھی معلوم کرے گا کہ کس قدر مشینری کی ضرورت ہے۔

※※ وزراء میاں ممتاز دولتانہ اور سردار شوکت حیات خان اور دیگر اعلیٰ افسر شرکت کریں گے۔

ہند اور پاکستان میں اہم کانفرنس

لاہور ۲۹ اپریل: نہروں کے پانی کا سمجھوتہ کرنے کیلئے حکومت ہند اور پاکستان کے نمائندگان کی اہم کانفرنس پرسوں نئی دہلی میں منعقد ہو گی۔ جس پاکستان کی طرف سے وزیر مالیات مسٹر غلام محمد وزیر مال مغربی پنجاب ※※

اسیران کشمیر پر بے پناہ مظالم

تراڑکھل ۲۹ اپریل: شیخ محمد عبداللہ کی حکومت نے کشمیر کے سیاسی قیدیوں پر جو مظالم ڈھائے ہیں انکے متعلق مزید تفصیلات حاصل ہو جانے سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ مولوی محمد عبداللہ شدت مظالم کی وجہ سے ہی وفات پا گئے

وزرائے اعظام کی کانفرنس

لندن ۲۹ اپریل: وزیر اعظم برطانیہ مسٹر اٹیلی نے آج دارالعوام میں بیان کیا کہ ایک ایسی کانفرنس ※

حیدرآباد ۲۹ اپریل: حیدرآباد سرحدی اضلاع سے زمینداروں کے بھاگ جانے کی وجہ سے فصل کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ پیداوار میں کمی واقع ہو جانے کا اندیشہ ہو گیا ہے۔ اس کے پیش نظر حکومت حیدرآباد نے ان زمینداروں کو واپس بلا کر کھیتی باڑی کا کام کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور انہیں نوٹس دیا ہے۔ کہ اگر وہ وقت پر نہ آئے تو ان کی زمینیں دوسرے لوگوں کو دے دی جائے گی۔ اس لئے اُن کو چاہیئے۔ کہ وہ فوراً اپنی کھیتی باڑی کا کام سنبھال لیں۔

پیر الٰہی بخش کی بجائے پیرزادہ عبدالستار کو سندھ کا وزیر اعظم بنایا جائیگا

گورنر جنرل نے پیر الٰہی بخش کے انتخاب کی تصدیق نہیں کی

کراچی ——— نامہ نگار خصوصی کی قلم سے ——— ۲۹ اپریل

ہمارے وقائع نگار خصوصی مقیم کراچی کو مرکزی کابینہ سے میل جول رکھنے والے موثق سیاسی حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پاکستان کا منشاء پیر الٰہی بخش کی بجائے پیرزادہ عبدالستار کو سندھ کا وزیر اعظم بنانے کا ہے۔ پیرزادہ صاحب آجکل مرکزی کابینہ میں وزارت خوراک کے عہدے کے انچارج ہیں اور سندھ کے مدارالمہام بننے کی صلاحیت بدرجہ اتم رکھتے ہیں۔

اس امر سے ہمارے نامہ نگار کی اطلاعات کو اور زیادہ تقویت پہنچتی ہے۔ کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے ابھی تک قانونی طور پر پیر الٰہی بخش کے لیڈر بننے کے انتخاب کی منظوری نہیں دی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ سارے ممبروں کو لیڈر کے انتخاب کے لئے باقاعدہ غور کا موقع نہیں ملا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کل گورنر سندھ اور گورنر جنرل پاکستان میں بھی اسی امور پر بحث ہوئی۔ اور بیطے پایا کہ پارٹی کے لیڈر کا انتخاب دوبارہ کیا جائے واضح رہے کہ پیرزادہ عبدالستار ابھی تک سندھ اسمبلی کے رکن ہیں اور وہ مرکزی کابینہ سے مستعفی ہو کر قانونی طور پر لیڈر شپ کے لئے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ پیر الٰہی بخش نے قائد اعظم کی خدمت میں گورنر سندھ کے رویہ کے خلاف ایک احتجاجی یادداشت ارسال کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اُن کو ۳۷ ممبروں میں سے ۲۲ کا اعتماد حاصل ہے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی۔ پرنٹر و پبلشر عبدالحمید بی۔ اے ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپوا کر ۲ میکلیگن روڈ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل لاہور
۳۰ اپریل ۱۹۴۸ء

کیا غلطی نہیں کی؟

پنڈت جواہرلال نہرو نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں فرمایا ہے۔ کہ خواہ ہم نے دوسرے معاملات میں بڑی بڑی غلطیاں کی ہوں۔ لیکن کشمیر کے متعلق ہم نے کوئی غلطی نہیں کی۔

اگر پنڈت جی کا اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ آپ نے جہاں تک عدل و انصاف کا تعلق ہے کوئی غلطی نہیں کی تو اس کے متعلق تو صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ آپکے نزدیک عدل و انصاف کے وہ معنے نہیں۔ جو عام طور پر ان الفاظ کے سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق فاضل مدیر انقلاب نے انقلاب کی ایک قریبی اشاعت میں بڑی صراحت کے ساتھ بحث کی ہے۔ جس میں آپ نے مختلف پہلوؤں سے ثابت کیا ہے کہ انڈین یونین کی پوزیشن از روئے عدل و انصاف نہائت غلط ہے۔ کیا بلحاظ جغرافیائی قرب کے اور کیا بلحاظ آبادی کے انڈین یونین کا کشمیر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس نے اپنا تھوڑا سا جغرافیائی تعلق پیدا کرنے کے لئے تقسیم میں مسلم اکثریت کا ضلع گورداسپور ہتھیالیا۔ اور اس طرح کشمیر پر اپنا حق جما بیٹھی ہے۔

پنڈت جی کا یہ کہنا کہ انڈین یونین نے کشمیر کے متعلق کوئی غلطی نہیں کی کسی پائیدار دلیل پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض سخن طرازی ہے۔ اور آپ کا خیال ہے کہ جو غلطی انہوں نے اس معاملہ میں کی ہے۔ وہ محض یہ کہنے سے کہ کوئی غلطی نہیں کی پردے میں چھپائی جا سکتی ہے۔ وہ نہ صرف دوسروں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ اپنے دل کو ڈھارس بھی بندھانا چاہتے ہیں۔ ورنہ یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ غلطی نہیں کی۔ جب آدمی نے غلطی نہ کی ہو۔ تو وہ علی الاعلان یہ نہیں کہتا پھرتا کہ میں نے غلطی نہیں کی۔ اسکو اپنے آپ پر پورا اعتماد ہوتا ہے۔ اور ایسی بات اس کے ذہن میں کبھی نہیں آ سکتی۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی رائے عامہ یہی ہے۔ کہ انڈین یونین اس معاملہ میں سخت سینہ زوری سے کام لے رہی ہے۔ پاکستان تو فریق مخالف ہے۔ اس کا اس معاملہ میں کچھ کہنا تو قابل اعتنا ہی نہیں۔ مگر اس کا کیا کیا جائے۔ کہ خود ہند کے غیر جانبدار پریس کی بھی یہی رائے ہے۔ اخبار سٹیٹسمین اور السٹریٹڈ ویکلی جیسے غیر جانبدار اخبارات نے غیر مبہم الفاظ میں نہ صرف انڈین یونین کی بے انصافی کو ہی بے نقاب کیا ہے۔ بلکہ سیاسی نقطہ نظر سے بھی اسکو نہائت دور اندیشانہ فعل بیان کیا ہے۔ سٹیٹسمین نے تو اس پر کئی پہلوؤں سے بحث کر کے ثابت کیا۔ کہ انڈین یونین اس معاملہ میں سخت غلطی کی مرتکب ہوئی ہے۔ اور بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اور ہر قسم کی اونچ نیچ پر غور کر کے بتایا ہے۔ کہ کشمیر کا معاملہ کسی طرح بھی انڈین یونین کے لئے باعث عزت و افتخار نہیں۔ لاہور کے سول ملٹری گزٹ نے بھی کئی ایک مقالے اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے سپرد قلم کئے ہیں علاوہ ازیں امریکن اور برطانوی پریس نے بھی انڈین یونین کی اس غلطی پر کافی روشنی ڈالی ہے یہ تو ہے دنیا کی رائے

اب اس کے باوجود اگر پنڈت جی بالاتذبذب یہ فرمائیں۔ کہ انڈین یونین نے کشمیر کے معاملہ میں کوئی غلطی نہیں کی۔ تو اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ یا تو تمام دنیا پاگل ہے۔ اور صرف پنڈت جی ہی عقلمند ہیں اور یا پھر عقل کوئی چیز ہی نہیں۔ صرف ضد ہی ضد اور ہٹ دھرمی ہے۔

بکری ٹیکس

پچھلے دنوں بکری ٹیکس کے خلاف بہت ہنگامہ بپا ہوا تھا مظاہرے اور جلسے کے علاوہ ہڑتال تک نوبت پہنچائی گئی۔ اور بھی کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بکری ٹیکس پر بعض اعتراضات صحیح تھے اس لئے قواعد میں کچھ ترمیم بھی کر دی گئی تھی۔ اب سول ملٹری گزٹ میں شائع شدہ ایک مکتوب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاہور کے انار کلی بازار میں بڑے بڑے دوکاندار بکری ٹیکس تو وصول کر رہے ہیں۔ مگر خریداروں کو کوئی میمو وغیرہ نہیں دیتے۔ جس کی وجہ سے ملک کے مالیہ کو سخت نقصان ہو رہا ہے یعنی خریداروں کی جیب سے جو کچھ ٹیکس کے نام سے نکالا جاتا ہے۔ وہ یہ دوکاندار اپنی جیبوں میں جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس طرح نفع ہی نفع کما رہے ہیں۔ مکتوب نگار نے تو چند انار کلی کے بڑے بڑے دوکانداروں کا ہی حوالہ دیا ہے۔ مگر یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے۔ درحقیقت کوئی بھی دوکاندار سوائے چند کے میمو نہیں کاٹ رہا۔ کیا ذمہ وار حکام اس طرف توجہ کریں گے۔ اور ملک کو اس نقصان عظیم سے بچائیں گے۔

پروپیگنڈا

ریاست حیدرآباد کو ستانے کے لئے کیا کیا تدابیر کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک وہ خاص قسم کا جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔ جس میں ہندو اخبار نویس دنیا بھر کے اخبارات سے بازی لے جا چکے ہیں۔ یہ اخبار نویس صریح غلط بیانی کرتے ہیں۔ ایسی غلط بیانی جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مگر شرمندہ نہیں ہوتے۔ ہفتہ وار اخبار ریاست دہلی کے ایڈیٹر کے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ کبھی کبھی سچی بات کہنے سے بھی نہیں جھجکتے ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ حیدرآباد اور پاکستان کے خلاف زہر اگلنے میں اب وہ کسی طرح بھی پرتاپ وغیرہ اخبارات سے کم نہیں۔ چنانچہ اپنی اشاعت ۲۶ اپریل ۱۹۴۸ء کے اداریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"انجمن اتحاد المسلمین کے غنڈے نہ صرف ریاست کی حدود کے اندر ہندوؤں پر حملے کر رہے ہیں۔ بلکہ نظام کے ان پالتو لیڈروں کے ہاتھوں مدراس، بمبئی اور سی۔ پی کے ملحقہ علاقے بھی محفوظ نہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ان حملوں کا اقرار مرکزی پارلیمنٹ میں گورنمنٹ نے کیا۔ اور اب مدراس اسمبلی میں مدراس گورنمنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ نظام گورنمنٹ کے بیس فوجی سپاہیوں نے اور نی تعلقہ کی سرحد پر انڈین یونین کے علاقہ میں حملہ کیا اسکے علاوہ ۲۱ مارچ کو ریاست حیدرآباد کی پولیس اور ملٹری کے ۲۰ جوان انڈین یونین کے ایک گاؤں کوشا پالی میں آئے۔ اور انہوں نے بغیر اجازت کے تلاشیاں لیں۔ ان بیان کا صاف مطلب یہ ہے کہ ریاست حیدرآباد کی ہندو رعایا محفوظ نہیں۔ بلکہ یہ انڈین یونین کے علاقہ میں بھی حملے کر رہے ہیں۔" (ریاست ۲۶ اپریل)

اب اگر ذرا بھی عقل سے کام لیا جائے۔ تو ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس وقت جبکہ ریاست حیدرآباد کو معلوم ہے۔ کہ انڈین یونین اس کا ناطقہ ہر طرح سے بند کر سکتی ہے۔ یہ کسطرح ممکن ہے۔ کہ وہ بعینہٖ مجھے مار کا عمل کرنا شروع کر دے۔ اور یہی نہیں کہ ریاست کے ہندوؤں کو تنگ کرے بلکہ انڈین یونین کے علاقہ پر حملے کرنے لگے۔ اگر مدیر ریاست ہمیشہ سچی بات ہی کو پسند کیا کرتے۔ تو اس غلط پروپیگنڈا میں حصہ نہ لیتے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اصولاً ہر ریاستی عملداری کے خلاف ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ریاست کے خلاف ہر قسم کے غلط پروپیگنڈا کی تائید کی جائے۔ خواہ وہ کتنا ہی دیانت اور عقل کے خلاف ہو۔

علاقہ قادیان کی اغوا شدہ عورتیں لاہور پہنچ رہی ہیں

ان کے ورثا لاہور پہنچکر سرکاری کیمپ میں پتہ لیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رتن باغ لاہور

قادیان سے فون پر اطلاع ملی ہے کہ ارد گرد کے علاقہ کی بعض مسلمان عورتیں جن میں سے بعض جموں سے بھی آئی ہوئی تھیں۔ قریباً چودہ پندرہ کی تعداد میں بحال ہو کر قادیان جمع ہو گئی تھیں۔ ان عورتوں کو گورداسپور کی پولیس قادیان سے گورداسپور لے گئی ہے۔ تاکہ وہاں سے اپنے انتظام میں لاہور پہنچا دے۔ ان عورتوں میں مسماۃ غلام فاطمہ صاحبہ جیول والی اور مسماۃ شریفہ بی بی ننگل والی بھی شامل تھیں۔ ان کے ورثا کو چاہیئے کہ لاہور پہنچ کر سرکاری کیمپ میں پتہ لے لیں۔ تاکہ دیر ہو جانے کی وجہ سے مصیبت زدہ عورتوں کو مزید تکلیف کا سامنا نہ ہو۔ افسوس ہے کہ پوری تفصیل فون پر معلوم نہیں کی جا سکی۔

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کو اختیار کرنا ہمارا سب سے پہلا اہم فرض ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۸ء بمقام کراچی

مرتبہ:- مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

وہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے رات سے درد نقرس کا دورہ شروع ہے جس کی وجہ سے میں زیادہ دیر تک کھڑا نہیں ہو سکتا پھر اس لئے بھی مجھے احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ کہ یہاں اتوار کے دن میرا لیکچر مقرر ہے۔ گو اس کے متعلق تفصیلی اطلاع مجھے کارکنان کی طرف سے ابھی تک نہیں ملی۔ لیکن بہر حال وہاں بھی کھڑے ہو کر بولنا پڑا۔ تو پاؤں پر بوجھ پڑے گا۔ اس لئے میں خطبہ **نہایت اختصار کے ساتھ** پڑھاؤنگا۔ نماز میں بھی اگر خطبہ کی تکلیف کی وجہ سے مجھے ڈر محسوس ہوا کہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا تو ممکن ہے نماز کا کوئی حصہ میں بیٹھ کر پڑھا دوں۔ یہ میں اس لئے بتا رہا ہوں۔ کہ جب میں بیٹھ کر نماز پڑھانے لگتا ہوں۔ تو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بھول چوک ہو گئی ہے۔ اور وہ **سبحان اللہ سبحان اللہ** کہنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق عمل سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ امام بیٹھ کر بھی نماز پڑھا سکتا ہے۔ ابتدا میں جب نماز فرض ہوئی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی بیٹھ کر نماز پڑھانے کی ضرورت محسوس ہوتی۔ تو آپ کا ارشاد تھا کہ مقتدی بھی ساتھ ہی بیٹھ جایا کریں۔ لیکن آخر میں آپ نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ امام اگر بیمار ہو۔ اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھانا چاہے۔ تو وہ تو بیٹھ جائے۔ لیکن مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھا کریں۔

اس کے بعد میں **ایک امر کی تشریح** کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ جماعت کے دوستوں نے ہماری رہائش کے لئے یہاں ایک جگہ تجویز کی تھی۔ جس کا نام مندر ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ مندر نہیں تھا۔ بلکہ **مذہبی امور** کے لئے وہ عمارت بنائی گئی تھی۔ لیکن بہر حال میں نے اس مکان میں رہنے سے انکار کر دیا ہے۔ جس طرح وہ لوگ جو یہاں کے کارکن ہیں۔ اس سے ایک حد تک غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اور اسی غلط فہمی میں وہ مجھ سے مل مل کر معذرت کرتے رہے ہیں۔ کہ ہمیں معاف کر دیا جائے۔ ہم سے غلطی ہو گئی ہے اسی طرح ممکن ہے بعض اور لوگوں کو بھی اس کے متعلق غلط فہمی ہو۔ اس لئے میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں تھا۔ جس کے متعلق پہلے سے حقیقت واضح ہوتی۔ اور جس کی بناء پر ان کے اس فعل کو کوئی **غلطی یا خطا** کہا جا سکے۔ اس لئے اس فعل کے متعلق معافی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اصل بات یہ ہے کہ قادیان کے جھگڑنے پر ہم نے انڈین یونین کے ساتھ یہ گفتگو شروع کی ہوئی ہے۔ کہ قادیان ہمارا مقدس مذہبی مقام ہے۔ اس میں کسی اور کو رہنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ **انڈین یونین** کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔ کہ قادیان کے مکانات کس نقطہ نگاہ سے مقدس ہیں کیا یہ مساجد ہیں۔ یا ان جگہوں پر مذہبی امور طے ہوتے رہے ہیں۔ جن کی بناء پر ان کو مذہبی مقام کہا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں گورنمنٹ پاکستان کے نمائندوں کے ذریعہ ہم نے یہ بات پیش کی۔ کہ **مقدس مقام** ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ عبادتگاہ ہی ہو۔ بلکہ اگر کوئی مقام ایسا ہو۔ جس سے دوسرے کے مذہبی احساسات وابستہ ہوں۔ تو پھر بھی کسی دوسرے کا قبضہ کر لینا یقیناً تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ اس لئے قادیان کا ہر مکان اور قادیان کی ہر دوکان جو کسی احمدی نے بنائی۔ وہ ہمارے لئے مقدس ہے۔ اور صرف احمدیوں کے پاس ہی رہنی چاہیئے۔ یہ کہنا کہ وہ دوکان ہے کافی نہیں۔ کیونکہ گو وہ دوکان ہے۔ مگر وہ دوکان ایک احمدی نے اس لئے بنائی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر **پیشگوئی** فرمائی تھی۔ کہ قادیان بڑھے گا۔ اور احمدی ہجرت کر کے یہاں آ بسیں گے۔ اسی طرح اگر کسی احمدی نے وہاں مکان بنایا تو اس لئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی قادیان کے متعلق خبر دی تھی۔ پس جب کوئی شخص وہاں مکان بناتا ہے۔ تو اس کے مذہبی احساسات اس کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک پیشگوئی کی صداقت کے لئے وہاں رہائش اختیار کرتا ہے۔ اس کے بعد خواہ وہ دوکان ہے یا مکان یا کوئی اور چیز جب اس پر کوئی اور شخص قبضہ کرتا ہے۔ تو ان **جذبات کو ٹھیس** لگتی ہے۔ جن جذبات کی وجہ سے قادیان کی آبادی بڑھی تھی۔ اور جن جذبات کی وجہ سے وہاں مکانات بنائے گئے تھے۔

جب میں لاہور میں آیا۔ تو چونکہ ہمیں کالج اور دوسری ضروریات کے لئے جگہ کی تلاش تھی۔ **حکومت پنجاب** کے بعض افسروں نے یہ تجویز کیا۔ اور بعض لوگ متواتر اس غرض کے لئے مجھے ملے۔ کہ ہم ننکانہ لے لیں۔ اور اس پر قبضہ کر لیں۔ جب بھی ہم اپنی ضروریات ان کے سامنے رکھتے۔ وہ زور دیتے کہ ہم ننکانہ آپ کو دے دیتے ہیں۔ لیکن میں نے ہمیشہ اس سے انکار کیا۔ اور کہا کہ جو قانون ہم اپنے جذبات کے متعلق ضروری سمجھتے ہیں۔ اس قانون کے ماتحت ہم دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ چونکہ ننکانہ **سکھوں کی ایک مذہبی جگہ** ہے۔ اس لئے ہم اس پر قبضہ کر کے دوسروں پر یہ اثر ڈالنا نہیں چاہتے۔ کہ ہم بھی ضرورت کے موقعہ پر دوسروں کے مذہبی مقامات پر قبضہ کر لینا جائز سمجھتے ہیں۔ ہمیں کہا گیا کہ یہ مکانات خالی ہیں۔ اور بہر حال کسی نے لینے ہیں۔ آپ ہی لے لیں۔ ہم نے کہا کوئی لے لے سوال تو **ہمارے جذبات** کا ہے۔ کسی دوسرے شخص کے اگر وہ جذبات نہیں۔ جو ہمارے ہیں۔ یا ایسے مقامات پر قبضہ کر لینا کوئی شخص جائز سمجھتا ہے۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ چونکہ فلاں شخص کے جذبات کے لحاظ سے یہ **کوئی بری بات** نہیں یا چونکہ ایسے مقامات پر قبضہ کر لینا اور لوگ جائز سمجھتے

ہیں اس لئے آپ بھی قبضہ کر لیں۔ ان کا معاملہ ان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے ہم سے یہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا کہ ہم بھی اس معاملہ میں وہی کچھ کریں جو وہ لوگ کرتے ہیں۔ دوسرے ہم یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ عبادتگاہ ہی ہو تو اس پر قبضہ کر لینے سے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ بلکہ عبادت گاہ کے بغیر بھی ایسی چیزیں ہیں۔ جن کے چھینے جانے یا جن پر دوسرے مذاہب کے قبضہ کر لینے سے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ اس نقطۂ نگاہ کے ماتحت قطع نظر اس سے کہ اس کا نام صرف مندر تھا۔ چونکہ وہ ایک ہندو کی عمارت ہے۔ اور یہ عمارت مذہبی مجلسوں اور مذہبی انجمنوں کے انعقاد کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ اس لئے اپنے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ہم

اس عمارت میں

ٹھہریں۔ تا کہ ہماری وہ دلیل جو ہم قادیان کے متعلق دے رہے ہیں کمزور نہ ہو جائے اور ہمارا وہ اصول نہ ٹوٹے جو مذہبی مقامات کی تقدیس اور ان کے احترام کے متعلق ہم دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ بعض دوستوں نے کہا ہے کہ وہ اس عمارت کو خریدنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ بلکہ مجھے کہا گیا ہے کہ خود مالک مکان اسے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ یہ ایک اہم امر ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں اگر کوئی قدم مقامی جماعت کی طرف سے اٹھایا جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے پوری طرح تمام حالات کو میرے سامنے رکھے۔ اگر میری تسلی ہو گئی۔ اور مجھے اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نظر نہ آئی۔ تب بھی میرے نزدیک مناسب یہی ہوگا کہ ہم یہ عمارت نہ لیں۔ کیونکہ اپنے اصول کی پابندی ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری جماعت

اس حادثہ کی وجہ سے

جو پیش آیا ہے۔ کراچی میں یکدم بڑھ گئی ہے۔ یا تو جمعہ میں سو سوا سو لوگ آیا کرتے تھے۔ اور وہ بھی میرے آنے پر اور یا اب کہتے ہیں کہ پانچ چھ سو تک جماعت کے مردوں کی تعداد پہنچ چکی ہے اور عورتیں بھی چار پانچ سو کے قریب ہیں۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ جماعت کوئی ایسی جگہ لے جس میں وہ اپنی مسجد بنائے۔ لائبریری بنائے۔ اور دوسری ضرورتوں کو پورا کرے۔ میں جب گذشتہ سال یہاں آیا تھا۔ تو میں نے مختلف جگہیں دیکھی تھیں اور ایک جگہ میں نے پسند بھی کی تھی۔ جو قریباً چھ کنال یا اس سے کچھ زیادہ تھی اور جس میں تمام ضرورتیں پوری کی جا سکتی تھیں۔ مگر اس وقت جماعت کا رجحان اس طرف تھا کہ

بندر روڈ کے قریب

ملنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ جگہ رہ گئی۔ اور لوکل انجمن نے بندر روڈ کے قریب ۲۸۰ گز زمین اکتیس ہزار روپیہ میں خرید لی۔ مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ اس میں بھی زیادہ سے زیادہ تین سو اتین سو آدمی آ سکتے ہیں۔ حالانکہ ہماری جماعت کے افراد یہاں پانچ چھ سو ہیں۔ پھر پانچ سو کے قریب عورتیں ہیں اور ان کا بھی مسجد میں آنا ضروری ہے۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کوئی نئی جگہ تلاش کرنی چاہیئے۔ موجودہ جگہ ایسی ہے۔ جس میں ایک ہزار آدمی کے سمانے کی کوئی صورت نہیں بلکہ اگر یہاں

دو منزلہ عمارت

بنائی جائے تب بھی چھ سات سو آدمی آ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ حالانکہ ہماری جماعت کے افراد اس وقت کراچی میں ایک ہزار کے قریب ہیں۔ اور پھر آدمی بڑھتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مہمان بھی وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے سال بھر کے بعد ہمیں ڈیڑھ دو ہزار آدمیوں کے لئے جگہ کی ضرورت محسوس ہو اور چونکہ موزوں مقام جلدی میسر نہیں آ سکتا۔ اس لئے ابھی سے جماعت کو اپنے لئے کوئی اور جگہ تلاش کرنی چاہیئے اگر وہ جگہ جہاں ہماری رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق میری تسلی ہو جائے اور مجھے یہ اطمینان ہو جائے کہ اس کے متعلق کسی قسم کا اشتباہ پیدا نہیں ہو سکے گا۔ اور یہ نہیں سمجھا جائیگا۔ کہ ہم نے ناجائز حد تک اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ تو ہو سکتا ہے میں اس عمارت کو خریدنے کی اجازت دیدوں۔ مگر اس وقت مجھے

شرح صدر

نہیں اور میری طبیعت کا رجحان اس طرف ہے کہ ہمیں کوئی اور جگہ تلاش کرنی چاہیئے۔ جہاں ایک بڑی مسجد بنائی جا سکے۔ مہمان خانہ ہو۔ لائبریری کی جگہ ہو۔ اسی طرح دوسری ضروریات کا انتظام ہو۔ صدر مقام ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ کراچی بہت جلد ترقی کر جائے۔ یہ حال کلکتہ اور دلی کا ہے۔ وہی دس سال کے بعد کراچی کا ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ موجودہ حالات سے ہم فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اب سستی جگہیں مل سکتی ہیں۔ جماعت کو چاہیئے کہ وہ فوری طور پر اس طرف توجہ کرے تا کہ آئندہ اس کے لئے پریشانی پیدا نہ ہو۔

دوسری چیز

جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ ہے کہ میں نے آج سٹیشن پر دوستوں کو منع کر دیا تھا کہ وہ میرے گلے میں ہار نہ ڈالیں۔ یوں بھی ہار پہننے میں مجھے حیا سی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اس امر کو اگر نظر انداز کر دیا جائے۔ تب بھی میں سمجھتا ہوں کہ حقیقی ضرورتوں کو سمجھنے والے افراد کو اپنے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے زمانہ کے مطابق قدم اٹھانا چاہیئے۔ ہمارے لئے اس وقت ایک ایسا زمانہ آیا ہوا ہے۔ جس میں ہم اپنے مقدس مقام سے محروم ہیں۔ اور دشمن اس پر قبضہ کئے ہوئے ہے۔ ہار پہننے کے معنے خوشی کی حالت کے ہوتے ہیں۔ میں جہاں جماعت کو یہ نصیحت کیا کرتا ہوں۔ کہ ان کے دلوں میں پژمردگی پیدا نہیں ہونی چاہیئے۔ ان کے اندر کم ہمتی نہیں ہونی چاہیئے۔ ان کے اندر پست ہمتی نہیں ہونی چاہیئے۔ وہاں میں اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ جماعت اس صدمہ کو بھول جائے اور ایسی

غیر طبعی خوشیاں

منانے میں محو ہو جائے۔ جن کی وجہ سے وہ ذمہ داری اس کی آنکھ سے اوجھل ہو جائے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس پر عائد کی گئی ہے۔ نمائشی باتیں تو یوں بھی ناپسندیدہ ہوتی ہیں۔ مگر کم سے کم اس وقت تک کے لئے ہمارے نوجوانوں میں یہ احساس زندہ رہنا چاہیئے۔ جب تک ہمارا مرکز ہمیں واپس نہیں مل جاتا۔ آخر کوئی نہ کوئی چیز ہوگا۔ جس کے ساتھ نوجوانوں کو یہ بات یاد دلائی جا سکے گی۔ اگر ایسے مظاہرں سے نوجوانوں کو روکا جائے۔ تو چونکہ پہلے ہم روکا نہیں کرتے تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر ہر احمدی کے دل میں یہ بات تازہ رہے گی کہ ہم نے اپنے

مرکز کو واپس لینا ہے

مجھے غیر طبعی خوشیوں کی طرف مائل نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر خدانخواستہ ہم بھی غیر طبعی خوشیوں میں محو ہو گئے اور نوجوانوں کو ہم نے یہ محسوس نہ کرایا کہ کتنا بڑا صدمہ ہمیں پہنچا ہے۔ تو ان کے اندر اپنے مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد اور کوشش کی سچی تڑپ زندہ نہیں رہ سکیگی اس لئے میں سمجھتا ہوں میرے لئے یا کسی اور کے لئے ایسے مظاہروں میں کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ ہار پہننا کوئی مذہبی مسئلہ نہیں۔ مذہبی مسائل کی حیثیت بالکل اور ہوتی ہے۔ مثلاً عید کے دن اگر کوئی شخص نئے کپڑے نہیں پہنتا یا دُھلے ہوئے کپڑے نہیں پہنتا۔ تو میں کہوں گا کہ وہ ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عید کے دن غسل کرو نئے کپڑے پہنو یا اگر نئے کپڑے نہیں تو دُھلے ہوئے کپڑے پہن لو یا مثلاً جمعہ کے دن نیا دھلا ہوا جوڑا پہننے کا حکم ہے۔ گو آج میں نے کپڑے نہیں بدلے کیونکہ میں ابھی سفر سے آیا ہوں۔ مجھے کپڑے بدلنے کا موقعہ نہیں ملا مگر یہ

مجبوری کی بات

ہے۔ یوں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرو، کپڑے بدلو، خوشبو لگاؤ۔ اور اس طرح جسم اور لباس کی صفائی کر کے مسجد میں جاؤ۔ پس جس چیز کا شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے۔ وہ ہم ضرور کریں گے۔ کیونکہ اس کے چھوڑنے سے خدا تعالےٰ ناراض ہوتا ہے۔ مگر جو خوشیاں خدا تعالےٰ نے مقرر نہیں کیں بلکہ ہم اپنے لئے آپ پیدا کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ہمارا فرض ہے کہ ہم اس وقت تک انہیں نظر انداز کر دیں۔ جب تک خدا تعالےٰ کے سامنے ہم اپنے فرض کو ادا کر کے سرخرو نہ ہو جائیں۔ ہمارے سامنے

ایک بہت بڑا کام

ہے۔ ہمارا مقدس مقام دشمن کے قبضہ میں ہے اور باوجود انڈین یونین کے انکار کرنے کے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انڈین یونین کی اجازت اور اس کی پشت پناہی سے اس پر قبضہ کیا گیا ہے۔ انڈین یونین چاہے نئی گورنمنٹ ہو۔ وہ تیس کروڑ آبادی کی گورنمنٹ ہے۔ اور تیس کروڑ کی آبادی کوئی معمولی چیز نہیں۔ درحقیقت انڈین یونین آبادی کے لحاظ سے دنیا میں دوسرے نمبر کی حکومت ہے۔ پہلے درجہ کی حکومت آبادی کے نقطۂ نظر سے چین کی حکومت ہے اور دوسرے درجہ کی حکومت انڈین یونین ہے۔ بلکہ جسطرح پاکستان کو نکال کر انڈین یونین

کی آبادی ۴۰ کروڑ کی بنتی ہے اسی طرح اگر چین کے کمیونسٹ حلقہ کو نکال دیا جائے تو غالباً چین کی حکومت بھی آبادی کے لحاظ سے انڈین یونین سے نیچے رہ جاتی ہے۔ دراصل

سارے ہندوستان کی آبادی

پہلے چالیس کروڑ تھی۔ اسلئے ہم جب انڈین کی آبادی کا اندازہ لگاتے ہیں تو پاکستان کی آبادی کو نکال کر اندازہ لگاتے ہیں۔ اسی طرح اگر چین کی وہ آبادی نکال دی جائے۔ جو چین کے ماتحت نہیں اور جو چین کی آبادی کا ½ حصہ ضرور ہے اور مجموعی طور پر اس کی تعداد سوا سترہ کروڑ تک پہنچ جاتی ہے تو چین کی آبادی بھی انڈین سے کم رہ جاتی ہے بعض لوگ تو چین کے کمیونسٹ حلقہ کی آبادی بہت زیادہ بتلاتے ہیں۔ آج ہی میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ بعض لوگوں کے خیال میں اس طرح نصف چین نکل جاتا ہے۔ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو۔ کہ انڈین یونین کا مقابلہ کوئی آسان بات نہیں مگر انڈین یونین چاہے صلح سے ہمارا مرکز ہمیں دے چاہے جنگ سے دے۔ ہمنے وہ مقام لینا ہے اور ضرور لینا ہے۔ اگر وہ صلح کے ساتھ دے تب بھی جس جد وجہد کی ضرورت ہے۔ وہ بڑی بھاری سنجیدگی اور بڑی بھاری قربانی چاہتی ہے اور اگر جنگ کے ساتھ ہمارے

مرکز کی واپسی

مقدر ہے تب بھی ضروری ہے کہ آج سے ہی ہر احمدی اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ اگر ایک چھوٹی سی جماعت کے کچھ افراد یہ کہیں کہ ہم اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور باقی لوگ تیار نہ ہوں تو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ہماری جماعت صلح کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اور جہانتک ہو سکے گا۔ ہم صلح سے ہی اپنے مرکز کو واپس لینے کی کوشش کرینگے۔ دوسرے ہمارے ہاتھ میں حکومت نہیں اور جنگ کا اعلان حکومت ہی کر سکتی ہے افراد نہیں کر سکتے گویا اسوقت اگر جنگ کا اعلان ہو تو دو ہی حکومتیں کر سکتی ہیں یا انڈین یونین کر سکتی ہے یا پاکستان کر سکتا ہے۔ ہم پاکستان گورنمنٹ نہیں کہ انڈین یونین سے اعلانِ جنگ کر سکیں۔ ہم آزاد علاقہ کے بھی نہیں کہ ہم ایسا اعلان کرنے کے مجاز ہوں۔ اسلئے اگر جنگ کے ذریعہ ہی ہمارے مرکز کا ملنا ہمارے لئے مقدر ہے۔ تب بھی جنگ کے . . . .

. . . . بکر . . . .

سامان خدا ہی پیدا کر سکتا ہے۔ ہمارے اندر یہ طاقت نہیں کہ ہم ایسا کر سکیں۔ اور نہ شریعت ہمیں جنگ کی اجازت دیتی ہے۔

شریعت

جنگ کا اختیار صرف حکومت کو دیتی ہے۔ اور حکومت ہمارے پاس نہیں پس جنگ سے بھی اسی صورت میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جب خدا ایسے سامان پیدا فرمائے۔ اور انڈین یونین سے کسی اور حکومت کی لڑائی شروع ہو جائے بہرحال خواہ صلح سے ہمارا مرکز ہمیں واپس ملے یا جنگ سے دونوں معاملات میں ظاہری تدابیر کام نہیں دے سکتیں۔ صرف خدا ہی ہے۔ جو ہماری مدد کر سکتا اور ہمارے لئے غیب سے نصرت اور کامیابی کے سامان پیدا فرما سکتا ہے۔ اگر دلائل کو لو تو

دلائل کا اثر

بھی خدا تعالےٰ ہی پیدا کر سکتا ہے۔ ورنہ جو نشۂ حکومت میں سرشار ہو۔ اور جسے اپنی طاقت کا گھمنڈ ہو۔ اس کے سامنے کتنے بھی دلائل پیش کئے جائیں۔ وہ سب کو ٹھکرا دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ ہم ان باتوں کو نہیں مانتے۔ اور اگر طاقت کو لو تو اول تو مادی طاقت ہمارے پاس ہے ہی نہیں اور اگر ہو بھی اور فرض کرو۔ ہماری جماعت موجودہ تعداد سے پچاس یا سو گنے بھی بڑھ جاتی ہے اور پانچ دس کروڑ تک پہنچ جاتی ہے تب بھی گورنمنٹ ہمارے قبضہ میں نہیں اور ہم

شرعی نقطۂ نگاہ

سے جنگ نہیں کر سکتے گویا ہماری حالت صلح کی صورت میں بھی اور جنگ کی صورت میں بھی کلی طور پر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کو اختیار کرنا ہمارا سب سے پہلا اور اہم فرض ہے اگر ہم اپنے اس فرض کو ادا کر لیں تو یقیناً وہ کام جو ہم نہیں کر سکتے خدا اُسے خود پورا فرمائے گا۔ اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ خدائی طاقت اور قوت کی کوئی حدبندی نہیں بندے کی بڑی سے بڑی جد وجہد اور کوشش بھی خدا تعالےٰ کے فضل کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی جب خدا کرنے پر آتا ہے تو باوجود اس کے کہ دنیا ایک کام کو ناممکن سمجھ رہی ہوتی ہے۔ وہ ممکن ہو جاتا ہے۔ شام کو وہ اس حالت میں سوتی ہے جب وہ اُسے ناممکن سمجھ رہی ہوتی ہے۔ مگر جب صبح اُٹھتی ہے تو اُسے وہ ناممکن امر ممکن نظر آ رہا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ صبح وہ ایک کام کو ممکن سمجھتی ہے مگر جب شام ہوتی ہے تو وہی ممکن امر اُسے ناممکن نظر آنے لگتا ہے پس اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے

ہمارے سب کام

کرنے ہیں۔ اور اُسی پر بھروسہ کرنا ہمارا اولین کام ہونا چاہیئے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے کاموں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ سے زیادہ راضی کرنے کی کوشش کریں۔ اور اُس سے رات اور دن یہ دعا کرتے رہیں۔ کہ وہ اپنے فضل اور کرم سے ہماری وہ کوتاہیاں اور غلطیاں جن کی وجہ سے عارضی طور پر ہمیں اپنے مقام سے ہٹنا پڑا ہے معاف کر کے پھر ہمیں وہ مقام دلا دے تا دُنیا کی نظروں میں

عارضی طور پر

جو اعتراض ہم پر عائد ہوتا ہے۔ وہ دور ہو جائے اور قادیان جسے اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کا مرکز مقرر کیا ہے۔ وہ دنیا میں پھر اللہ تعالیٰ کے انوار اور اُس کی برکات کی اشاعت کا مرکز بن جائے۔ اللھم آمین

ہستی باریتعالیٰ - ملائکۃ اللہ - تقدیر الٰہی

مندرجہ بالا مسائل پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں پر تقریریں فرمائی تھیں۔ اسی طرح آپنے ایک تقریر "اسلام کا اقتصادی نظام" کے موضوع پر فرمائی تھیں۔ جو بعد میں کتابی صورت میں شائع کی گئی تھیں۔ اب ان لیکچروں کا بغرض طبع انگریزی ترجمہ کروایا جا رہا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا منشاء ہے کہ ان لیکچروں پر نظر ثانی فرمائیں۔ اسلئے ان تمام دوستوں سے جنہوں نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے گذارش ہے کہ ان کے نزدیک انمیں جو باتیں رہ گئی ہیں یا ایسے اعتراضات جو ان مسائل پر کئے جاتے ہیں اور ان کا جواب ان کتابوں میں موجود نہ ہو۔ تو وہ ایسے تمام اعتراضات جو ان مسائل پر کئے جاتے ہیں اور ان کا جواب ان کتابوں میں موجود نہ ہو۔ تو وہ ایسے تمام اعتراضات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھ دیں۔ تا حضور نظر ثانی کے وقت ان کا جواب بھی تحریر فرما دیں امید ہے کہ دوست اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائینگے (خاکسار جلال الدین شمس)

تعلیم الاسلام کالج لاہور

اپنی نئی عمارت ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور میں منتقل ہو گیا ہے۔ اسلئے طلباء کو مطلع کیا جاتا ہے کہ موسم بہار کی چھٹیاں گزارنے کے بعد وہ تعلیم الاسلام کالج کی نئی عمارت میں ہی پہنچیں۔ جو کہ کچہری اور گورنمنٹ کالج کے بالکل پاس ہی ہے۔ (پرنسپل)

ضرورت

تعلیم الاسلام کالج کے لئے مندرجہ ذیل کارکنان کی فوری ضرورت ہے۔ خواہشمند احمدی احباب فوراً دفتر میں آکر اپنی تنخواہ کا فیصلہ کر لیں:۔ ۱۔ ایک ۲۔ ایک بیلدار ۳۔ ایک سقہ۔ ۴۔ علی محمد سابق مددگار کارکن شعبہ کیمسٹری (پرنسپل)

انگریزی تفسیر القرآن کے متعلق ضروری اعلان

قبل ازیں اخبار الفضل میں متعدد بار اعلان کیا جا چکا ہے کہ خدا کے فضل سے قرآن کریم انگریزی کی پہلی جلد طبع ہو چکی ہے۔ اور جن احباب نے اس کی خریداری کے لئے اپنے نام لکھوائے تھے وہ اُسے باداٸیگی وصول فرما لیں۔ اس کی قیمت فی جلد پچیس ۲۵ روپے مقرر ہے۔ اس وقت کئی نئے خریدار اس تفسیر کو طلب کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے پہلے نام لکھوانے والے احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تفسیر مئی ۱۵ تک دفتر سے وصول فرما لیں۔ اس تاریخ کے بعد انہیں اپنی کاپی اس بنا پر وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا کہ انہوں نے اس کی خریداری کے لئے اپنا نام لکھوایا تھا۔ نیز وہ احباب جنہوں نے قیمت کا کچھ حصہ ادا کیا ہوا ہے وہ بھی بقیہ رقم ادا کر کے اس تاریخ تک اپنی کاپی وصول فرما لیں دفتر سے ان احباب کے نام قرآن کریم بھیجے جا رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنی قیمت ادا کر دی ہوئی ہے اور ان کی طرف سے دفتر کو ان کے پتہ کی اطلاع موصول ہو چکی ہے۔

انچارج دفتر ترجمۃ القرآن انگریزی
۸ ٹمپل روڈ لاہور۔

پتہ مطلوب ہے

مندرجہ ذیل موصی مرحومین کے ورثاء کے پتہ جات درکار ہیں۔ مہربانی فرما کر اُن کے ورثاء جلد [illegible] سے دفتر کو مطلع فرما دیں:۔

۱۔ میراں دتا صاحب مرحوم ترکھان دار الفتوح قادیان ضلع گورداسپور
۲۔ ٹھیکیدار محمد بخش صاحب مرحوم سکنہ قلعہ لال [illegible] ضلع گورداسپور
۳۔ الٰہی جان صاحبہ مرحومہ زوجہ محمد بخش صاحب امیر جماعت احمدیہ کیمبل پور
۴۔ عبد الکریم صاحب مرحوم بوٹ میکر دار الرحمت قادیان
۵۔ حافظ صوفی غلام احمد صاحب مرحوم مبلغ ماریشس قادیان

جلال الدین شمس

انسانی زندگی کی چار اقسام

(ادنیٰ حیوانی۔ اعلیٰ حیوانی۔ ادنیٰ روحانی۔ اعلیٰ روحانی)

آپ کی زندگی کس قسم میں داخل ہے؟

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رتن باغ لاہور

ذیل میں کوئی مضمون پیش نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ یہ ایک محض مختصر سا نوٹ ہے۔ تا ناظرین میں سے ہر سمجھدار شخص کے دل میں یہ نفسیاتی سوال پیدا کیا جا سکے۔ کہ اسکی زندگی انسانی زندگی کی چار امکانی اقسام میں سے کس قسم میں داخل ہے۔ اور پھر جو لوگ زندگی کی نیچے کی سیڑھیوں میں رک کے کھڑے ہیں۔ وہ اوپر چڑھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے (گو اس جگہ تفصیلی حوالوں کی ضرورت نہیں) اور یہی نتیجہ بنی نوع انسان کے حالات کے عملی مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کہ انسانی زندگی امکانی طور پر چار قسم کی ہوتی ہے اور ہر انسان انہی چار قسم کی زندگیوں میں سے کسی ایک زندگی کے ماحول میں محصور نظر آتا ہے:۔

(اوّل) پہلی قسم کی زندگی ادنیٰ حیوانی زندگی ہے۔ جس میں انسان کی توجہ صرف اپنے نفس یا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مادی ضرورتوں اور نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے میں منہمک رہتی ہے۔ ایسے لوگ دنیا میں آتے ہیں۔ کھاتے اور پیتے ہیں شادی کرتے اور اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اپنے اور اپنے اہل وعیال کی مادی یا نفسانی ضرورتوں کو پورا کرنے یا بہتر بنانے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ اور جب موت آتی ہے۔ تو اپنے بچوں کو اسی سٹیج پر ایکٹ کرنے کیلئے اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ دنیا میں علوم اور تہذیب وتمدن کی ترقی ان کے لئے ......

...... ادنیٰ مادی غرض کو بہتر بنانے کے ذریعہ کے سوا کوئی اور حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ وہ طبقہ ہے جس کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے کہ اولٰئك كالانعام بل هم اضل۔ "یعنی یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر"۔ کیونکہ جانور تو جانور ہی ہے۔ مگر جب اشرف المخلوقات انسان اور احسن تقویم کا مالک بشر ادنیٰ جانوروں کی سی ... زندگی اختیار کرتا ہے تو اس میں کیا شبہ ہے کہ وہ جانوروں سے بھی بدتر سمجھے جانے کا مستحق ہے۔

(دوم) دوسری قسم زندگی کی وہ ہے جسے اعلیٰ حیوانی زندگی کے الفاظ سے یاد کر سکتے ہیں۔ اس زندگی میں انسان کی نظر اپنے نفس یا اپنے قریبی رشتہ داروں سے آگے نکلکر اپنے قبیلہ یا اپنی قوم یا اپنے علاقہ یا اپنے ملک یا بین الاقوام بہبودگی اور ترقی کی غرض وغایت کو اپنی توجہ کو مرکز بناتی ہے۔ مگر رہتی بہرحال دنیا کی مادی ضروریات کی تکمیل تک محدود ہے۔ ایسے لوگ دن رات اپنی اور دوسرے لوگوں کی خاطر جدوجہد کرنے اور قوموں اور ملکوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے میں منہمک نظر آتے ہیں۔ مگر ان کی نظر نسل انسانی کے مادی آرام وآسائش اور مادی ترقی سے آگے نہیں گذرتی۔ ان کی قوم یا ان کا ملک یا دنیا کی مختلف قومیں یا دنیا کے مختلف ملک اچھا کھائیں۔ اچھا پہنیں۔ اچھے مکانوں میں رہیں اچھے حالات میں سفر کریں اچھی تفریحوں میں حصہ لے سکیں۔ بیماریوں میں اچھا علاج حاصل کر سکیں۔ قومی اور ملکی ترقی کے لئے اچھی تجاویز سوچ سکیں ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرنے میں اچھے ضابطہ کے پابند ہوں یا اگر یہ ضابطہ ناکام رہے تو ایک دوسرے کے ...... مقابلہ پر اچھا لڑ سکیں وغیرہ وغیرہ سینکڑوں قسم کے مادی شعبے ہیں۔ جو اس قسم کے ترقی یافتہ انسانوں کی توجہ کا مرکز بنے رہتے ہیں۔ مگر خواہ ان کا دائرہ عمل کتنا ہی وسیع ہو۔ بہرحال یہ بھی ایک قسم کی حیوانی زندگی ہے۔ جو گو یقیناً پہلی قسم کی زندگی سے تو بہت اعلیٰ ہے مگر ہے پھر بھی حیوانی اور سفلی زندگی اور اسی قسم کے لوگوں کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے۔ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا "یعنی ان لوگوں کی زندگی بھی در اصل مادی دنیا کی بھول بھلیاں میں کھوئی ہوئی ہوتی ہے۔ گو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم دنیا میں بہت اچھے اچھے کام کرنے والے ہیں۔"

(سوم) تیسری قسم کی زندگی وہ ہے جسے ادنیٰ روحانی زندگی کا نام دے سکتے ہیں اس قسم کی زندگی میں انسان کی نظر اس دنیا کے مادی ماحول سے آگے نکلکر خدا تعالیٰ تک پہنچتی ہے۔ اور وہ اپنے خالق ومالک کو پہچان کر اس پر ایمان لاتا ہے۔ اور اپنی سمجھ کے مطابق اس کے احکام پر عمل کرنے اور اس کا عبد بننے کی کوشش کرتا ہے اور وہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی پر بھی یقین رکھتا ہے۔ مگر اس کا ایمان ایسا پختہ نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی روحانیت اتنی ترقی یافتہ ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا کی ہستی اور اس کے عبد بننے کے جذبہ کو دنیا کی نجات اور انسان کی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہوئے دوسرے لوگوں کو بھی سمجھا سمجھا کر خدا کی طرف کھینچ لانے کی کوشش کرے۔ وہ اپنے دل میں روحانیت کا جذبہ رکھتا ہے۔ اور اخروی زندگی پر نظر رکھتے ہوئے نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بعض اوقات اپنے اہل وعیال کو بھی نیک بنانے میں کسی حد تک ساعی رہتا ہے۔ مگر اس کے ایمان کی موٹر اتنی طاقتور نہیں ہوتی کہ وہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ کھینچ سکے یا انہیں خدا کی طرف کھینچ لانے کی طرف متوجہ رہے یہ لوگ وہ ہیں جو صرف مقدور تیرنا جانتے ہیں۔ کہ خود ڈوبنے سے بچ جائیں۔ مگر دوسروں کو بچانے کی ہمت نہیں رکھتے اور نہ انہیں دوسروں کو بچانے کی قدر وقیمت کا چنداں احساس ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن شریف اپنی اصطلاح میں قاعد کے نام سے یاد کرتا ہے۔ "یعنی یہ لوگ بیشک روحانیت کے زندگی بخش میدان میں داخل تو ہو چکے ہیں۔ مگر داخلہ کے بعد وہ گویا ایک ہی جگہ دھرنا مار کر بیٹھ گئے ہیں۔" اور دوسرے لوگوں کو اس میدان میں کھینچ لانے کے لئے جدوجہد نہیں کرتے۔

(چہارم) چوتھی قسم کی زندگی وہ ہے جسے گویا اعلیٰ روحانی زندگی کہنا چاہیئے اس قسم کی زندگی میں انسان ....

.... خدا کو صرف خود ہی نہیں پاتا۔ اور اخروی زندگی پر ایمان لاکر صرف اپنے ذاتی اعمال کو ہی درست کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس ایمان کی قدر وقیمت اور اس کے عظیم الشان نتائج کو پہچان کر گویا خدا کا سپاہی بن جاتا ہے اور اپنے ساتھ اپنے اردگرد کی دنیا کو بھی مادیت کے میدان سے نکال کر خدا کا عبد بنانے کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔ وہ اس لوہے کی طرح ہو جاتا ہے۔ جو مقناطیس کے ساتھ جوڑ اور ملاپ کی وجہ سے خود بھی گویا ایک چھوٹا سا مقناطیس بن جاتا اور لوہے کے دوسرے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتا ہے اس کی دن رات یہی کوشش ہوتی ہے کہ نہ صرف خود نجات پائے بلکہ دوسروں کو بھی نجات حاصل کرنے میں مدد دے۔ یہ وہ طبقہ ہے۔ جو قرآنی اصطلاح میں مجاہد کہلاتا ہے۔ "یعنی وہ لوگ جو روحانیت کے میدان میں داخل ہو کر بیٹھ نہیں جاتے۔ بلکہ ان کی جدوجہد دوسروں کو اس میدان میں کھینچ لانے میں صرف ہونی شروع ہو جاتی ہے"۔ وہ نہ صرف خود تیرتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی تیرنا سکھاتے اور ڈوبنے سے بچاتے ہیں۔ یہ لوگ بیشک انسانیت کی مادی ضرورتوں کی طرف بھی واجبی توجہ دیتے ہیں مگر صرف انہی باتوں میں اُلجھ کر نہیں رہ جاتے بلکہ ان باتوں کو بھی دنیا کی روحانی زندگی کے بہتر بنانے میں خرچ کرتے ہیں یہی لوگ خدا کے سچے بندے اور سچے خادم ہیں۔ اسلئے وہ عبد اور مجاہد کہلاتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ انسانی زندگی امکانی طور پر چار قسم کی ہوتی ہے (۱) ادنیٰ حیوانی زندگی جس میں انسان اپنے نفس اور اپنے قریبی عزیزوں کی مادی ضروریات کے پورا کرنے میں منہمک رہتا ہے۔ جیسا کہ ادنیٰ قسم کے جانوروں کا طریق ہے (۲) اعلیٰ حیوانی زندگی جس میں انسان کی نظر تو بیشک مادی میدان میں ہی محصور رہتی ہے۔ مگر وہ اس میدان میں نہایت وسیع ہو جاتی ہے۔ یعنی ایک طرف تو وہ اپنے نفس اور عزیزوں سے آگے نکل کر اپنی قوم یا ملک وغیرہ تک وسیع ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف وہ صرف ادنیٰ اور ابتدائی مادی اغراض تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ ہر قسم کی مادی ترقی کے حصول کو اپنے دائرہ عمل میں شامل کر لیتی ہے (۳) ادنیٰ روحانی زندگی جس میں انسان خدا کو پہچانتا۔ اور اس پر ایمان لاتا ہے۔ اور اخروی زندگی پر بھی نگاہ رکھتا ہے۔ مگر ابتدائی حیوانی زندگی کی طرح اس کی نظر صرف اپنے نفس یا زیادہ سے زیادہ اپنے اہل وعیال کی روحانی بہبودی تک محدود رہتی ہے۔ اور (۴) اعلیٰ روحانی زندگی جس میں میدان بھی روحانی ہوتا ہے۔ اور نظر بھی وسیع ترین ہوتی ہے۔ اور انسان نہ صرف خود اعلیٰ روحانیت کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس میدان میں کھینچ لانے کی جدوجہد کرتا ہوا خدا کا مجاہد سپاہی بن جاتا ہے۔

اب اے ہمارے عزیزو اور دوستو آپ میں سے ہر شخص اپنے نفس میں غور کرے کہ اسکی زندگی اوپر کی چار اقسام کی زندگیوں میں سے کس قسم میں داخل ہے۔ آیا وہ ابھی تک صرف ایک اچھی قسم کا حیوان ہے یا کہ مادیت کے زہر آلود میدان میں سے

نکل کر روحانیت کے میدان میں داخل ہو چکا ہے۔ اور اگر داخل ہو چکا ہے۔ تو آیا وہ ایک محض ابتدائی قسم کی روحانی زندگی پر قانع ہے یا کہ روحانیت کے اعلےٰ مقام پر فائز ہو کر عبد مجاہد بن چکا ہے؟ مگر اس نفسیاتی سوال کا جواب دینے سے پہلے اپنے دلوں کو اچھی طرح ٹٹول لیں کہ کہیں محض رسمی اور نمائشی باتوں میں الجھ کر آپ کا نفس دھوکا نہ دیدے۔ کیونکہ بعض اوقات ایک مادیت کی دلدل میں پھنسا ہوا انسان بھی اپنے آپ کو روحانیت کے سمندر کا تیراک خیال کرنے لگ جاتا ہے۔ اور بعض اوقات ایک **قاعد** بھی کسی شخص کو کبھی کبھار کلمہ خیر کہدینے کی وجہ سے اپنے آپ کو مجاہد سمجھنے لگ جاتا ہے۔ لیکن حقیقی محاسبہ وہی ہے جو حالات کے صحیح اور گہرے اور غیر جانبدارانہ مطالعہ پر مبنی ہو اور لو علےٰ انفسکم کے سنہری حکم کے ماتحت انسان اپنے نفس کے خلاف بھی سچی شہادت دینے کی طاقت رکھتا ہو پس ہمارے دوست حقیقی محاسبہ کے رنگ میں سوچیں اور اپنے دل سے ٹھیک ٹھیک جواب حاصل کریں۔ تا وہ اپنا موجودہ مقام معلوم کر کے اگلا مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالےٰ میرا اور سب دوستوں کا حافظ و ناصر ہو اور ہمیں اپنا مجاہد عبد بننے کی توفیق عطا کرے۔ وما توفیقنا الا باللہ العلیّ العظیم۔

پتہ مطلوب ہے:۔ مولوی محمد تقی صاحب محلہ دارالفضل جب سے قادیان سے آئے ہیں۔ انکا پتہ معلوم نہیں۔ جہاں کہیں بھی ہوں براہ مہربانی اپنے پتہ سے مطلع فرمادیں۔ خاکسار قاضی عبدالحمید اسلم منیجر باٹا شوسٹور منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مرزا عبداللہ جان سب جج درجہ اول پشاور

بمقدمہ

محمد حسین ولد محمد جھنڈا۔ محمد جھنڈا ولد دشن ساکنان قوم ڈڈیریاں شہر پشاور مدعیان

بنام

محمد اکرم وغیرہ ساکنان مذکور مدعا علیہم

دعوےٰ دخلیابی بذریعہ تقسیم ایک دا لان سرائے

بنام مسماۃ عمر بی بی بیوہ جان محمد سکنہ قوم ڈھکیس نعلبند میں شہر پشاور مدعا علیہ ۶

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ عمر بی بی مدعا علیہم ۶ کے خلاف کئی دفعہ احکام جاری ہو چکے ہیں مگر مدعا علیہا مذکورہ پر معمولی طریقہ سے تعمیل ہونی مشکل ہے۔ اسلئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ عمر بی بی مدعا علیہا ۶ جاری ہو کر لکھا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہا برائے پیروی مقدمہ بالا مورخہ ۱۲/۵/۴۸ کو اصالتاً۔ وکالتاً۔ مختاراً حاضر عدالت ہذا ہو۔ بصورت غیر حاضری اس کی خلاف حسب ضابطہ یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔

آج مورخہ ۲/۴/۴۸ کو میرے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت) (دستخط حاکم)

ایبٹ آباد میں وزیر اعظم سرحد کا اعلان

ایبٹ آباد ۲۸ اپریل: آج شام برف سے ایک مجمع کے سامنے تقریر کرتے ہوئے سرحد کے وزیر اعظم خان عبد القیوم خان نے خان عبد الغفار خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس نازک موقع پر انہیں چاہیئے کہ وہ سرخپوش جماعت کو ختم کر کے حکومت کے ساتھ تعاون کریں انہوں نے کہا کہ اگر واقعی سرخپوشوں نے سچے دل سے پاکستان سے وفاداری کا اعلان کیا ہے۔ تو ان کو ایک قدم اور آگے بڑھنے سے ہرگز نہ گھبرانا چاہیئے۔ اور اگلے پانچ سال تک کے لئے جماعت بندی کی پالیسی کو ختم کر کے پاکستان کو اندرونی اور بیرونی خطروں سے محفوظ کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا اب پبلک کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ غدار کون ہے اور کون نہیں اور یہ کہ آزاد ملکوں میں غداروں کا کیا حشر ہوتا ہے یہ بھی نہ بھولنا چاہیئے۔

لائلپور میں مشاعرہ

لائلپور۔ اپنے رپورٹر سے ۲۹ اپریل

یوم اقبال کی تقریب کے سلسلہ میں علامہ علاؤ الدین صدیقی کی زیر صدارت کل رات ۹ بجے لائلپور میں ایک کامیاب مشاعرہ منعقد ہوا۔ اس مشاعرہ میں مقامی شعرائے کرام کے علاوہ پنجاب کے مشہور شعراء نے اوبلنے شرکت کی یکشفی ملتانی۔ امین گیلانی۔ ثاقب زیروی اور قیوم نظر کا کلام خاص طور پر پسند کیا گیا۔

مشرقی پنجاب اور دہلی کے مسلمان قیدی

لاہور ۲۹ اپریل۔ محکمہ تعلقات عامہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مشرقی پنجاب۔ دہلی اور بعض ملحقہ ریاستوں سے اب تک کل ۲۸۶۹ مسلمان قیدی مغربی پنجاب پہنچ چکے ہیں۔ انہیں ملتان منٹگمری اور لاہور جیلوں میں رکھا گیا ہے۔ جو لوگ ان قیدیوں کا پتہ کرنا چاہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے یہ تفصیلات دی جاتی ہیں (۱) جالندھر ڈویژن اور ضلع حصار کے تمام قیدی لاہور کی سنٹرل اور بورسٹل جیلوں میں رکھے گئے۔ (۲) انبالہ سنٹرل جیل کے تمام سزا یافتہ مسلمان قیدی منٹگمری جیل میں رکھے گئے ہیں۔ (۳) ضلع کرنال کے تمام زیر سماعت قیدی منٹگمری سنٹرل جیل میں رکھے گئے ہیں۔ (۴) رہتک اور گوڑگانواں کے تمام زیر سماعت قیدی ملتان نیو سنٹرل جیل بھیج دیئے گئے ہیں۔

حکومت ہند حیدر آباد کے خلاف جنگی تیاریوں میں مصروف ہے (قاسم رضوی)

حیدر آباد ۲۷ اپریل:۔ اتحاد المسلمین کے لیڈر سید قاسم رضوی نے پنڈت جواہر لال نہرو پر جنگی تیاریوں کا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے پنڈت نہرو کو متنبہ کیا ہے کہ ہندوستانی یونین ایک بہت بڑے پہاڑ کی مانند کیوں نہ ہو چھوٹی چھوٹی ندیاں بھی سلسلہ ہائے کوہ کاٹ کر ہوئی اپنا راستہ بنا لیتی ہیں:۔

سید قاسم رضوی نے یہ بیان پنڈت نہرو کی اس تقریر کے جواب میں شائع کیا ہے۔ جو انہوں نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے سامنے بمبئی میں کی تھی۔ سید قاسم رضوی نے آگے چل کر کہا۔ کہ پنڈت نہرو ایسے ذمہ دار آدمی کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا یہ بتاتا ہے۔ کہ ہو اکثر کدھر سے پنڈت نہرو جنگ کا اعلان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ جنگ کو روک بھی سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے پہلا راستہ اختیار کیا۔ تو یہ محض ہندوستان کی تاریخ میں مظالم اور حیدر آباد کی تاریخ میں قسمت کشی کے ایک اور باب کا اضافہ کرے گا۔ آخر میں انہوں نے آخر میں کہا کہ میں پنڈت نہرو اور ہندوستان کے دوسرے لوگوں کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہز میجسٹی حضور نظام کی حکومت ہمیشہ باقی رہے گی۔ اور اس بقا اور آصف جاہی سلطنت کے دوام کے لئے حیدر آباد کا ہر مسلمان اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کو تیار رہے گا۔

ہیضہ پر قابو پا لیا گیا!

لاہور ۲۹ اپریل:۔ تعلقات عامہ مغربی پنجاب کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ والٹن کیمپ میں وبائے ہیضہ پر قابو پا لیا گیا ہے۔ گیارہ سو وارداتوں میں سے صرف ایک سو اکتیس مہلک ثابت ہوئی ہیں۔ چار سو بیس مریض تندرست ہو گئے ہیں اور باقی ایک سو سولہ ابھی زیر معائنہ ہیں۔ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ لاہور۔ منٹگمری اور ملتان کے کل اضلاع میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ صرف لاہور میں کیمپ کے باہر کے علاقوں میں بھی اس کا اثر ہے۔ والٹن کیمپ کے ڈیڑھ لاکھ نفوس کو ٹیکہ لگایا گیا ہے۔ بیرونجات میں بھی ٹیکے کثرت سے لگائے جا رہے ہیں۔ ڈائرکٹر آف پبلک ہیلتھ کا بیان ہے کہ انتڑیوں کی ہر بیماری کو پہلے ہیضہ نام دے دیا جاتا ہے۔ لیکن اب تشخیص سے معلوم ہوا ہے کہ صرف پچاس فی صدی ایسے بیماروں کو ہیضہ تھا۔

اسحٰق سیٹھ مصر میں سفیر!

کراچی ۲۸ اپریل:۔ آج حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ و امور دولت مشترکہ نے ایک سرکاری اعلان میں بتایا ہے۔ کہ سابق آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عمل کے ممتاز ممبر حاجی عبد الستار اسحٰق سیٹھ کو حکومت پاکستان نے مصر میں اپنا سفیر مقرر کیا ہے۔

مرکزی حکومت کا فالتو عملہ

لاہور ۲۹ اپریل:۔ مرکزی حکومت پاکستان کے آڈٹ ڈیپارٹمنٹ میں اپر ڈویژن کے کلرکوں کی بہت سی جگہیں خالی ہیں۔ اور آڈیٹر جنرل پاکستان ان خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے مقابلہ کا ایک امتحان منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس میں حکومت پاکستان کا صرف فالتو عملہ شرکت کرے تا کہ اسے متبادل روزگار حاصل کرنے اور اپنے امکانات ترقی کو بہتر بنانے کا موقع مل جائے۔ یہ امتحان مئی ۱۹۴۸ء کے وسط میں کراچی۔ لاہور۔ راولپنڈی۔ پشاور اور ڈھاکہ میں اور ممکن ہے۔ کہ چٹاگانگ میں بھی منعقد ہوگا۔ ٹھیک تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ اس میں دو پرچے ہوں گے۔ ایک پرچے میں ایک مضمون کا خلاصہ اور مسودہ تیار کرنا دیا جائے گا۔ اور دوسرے پرچہ میں عام معلومات کے سوالات ہوں گے۔ امیدواروں کو ہر پرچہ میں کامیابی کے لئے ۴۰ فیصدی نمبر لینے ہوں گے۔ درخواستیں ڈیپارٹمنٹ کے اعلیٰ افسر کے ذریعہ محکمہ بحالی روزگار وزارت قانون و عمال چیف کورٹ ہٹ منٹ ۴۲ کراچی کے پاس ۱۳ اپریل تک بھجوا دینی چاہئیں:۔

یافہ پر یہودی قبضہ نہیں کر سکیں گے

تل ابیب ۲۸ اپریل:۔ معلوم ہوا ہے آج ڈسٹرکٹ ہائی کمشنر مسٹر ولر نے تل ابیب کے یہودی میئر کو بتایا ہے۔ کہ برطانوی فوجیں یہودی فوجوں کو یافہ شہر کے تمام حصوں پر قبضہ نہیں کرنے دیں گی۔ یافہ پر آج کل ہارگون لوی پارٹی کے تین سو یہودی زبردست حملہ کر رہے ہیں۔ مگر اس شہر پر یہودیوں کا قبضہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔

تین ہزار ایکڑ اراضی عیسائیوں کیلئے علیحدہ کر دی گئی

لاہور ۲۹ اپریل:۔ محکمہ تعلقات عامہ مغربی پنجاب کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ تحصیل کے علاقہ میں تین ہزار ایکڑ رقبہ اراضی ان عیسائیوں کی آبادکاری کے لئے علیحدہ رکھا گیا ہے جو مغربی پنجاب سے غیر مسلم زمینداروں کے چلے جانے کے بعد بیکار ہو گئے ہیں۔ ان عیسائیوں کی باہمی امداد کے اصول پر ۱۰ ایکڑ فی جوان کے حساب سے زمین دی جائے گی۔ اسی طرح غیر مسلم زمینداروں کے مسلمان سیپیوں کو بھی دوبارہ آباد کیا جائے گا۔ اور دوسری قوموں کے سیپی وغیرہ پر چک یا گاؤں میں دو ایکڑ فی کنبہ کے حساب سے زمین حاصل کر سکیں گے۔ دوسرے ہر قسم کے مزدوروں کو بھی تحصیل کی نو آبادی میں آباد کیا جا رہا ہے۔

وزارت مغربی پنجاب میں اہم تبدیلیوں کی توقع

کراچی ۲۸ اپریل:۔ معلوم ہوا ہے کہ مغربی پنجاب کے وزیر خزانہ میاں ممتاز دولتانہ مستقبل قریب میں مغربی پنجاب کے وزیر اعظم مقرر کئے جائیں گے۔ اور صوبہ کے موجودہ وزیر اعظم خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ پاکستان کی وزارت میں شامل ہو جائیں گے خیال ہے کہ اس مرحلہ پر آسام کے سابق وزیر اور پاکستان آئین ساز اسمبلی کے ممبر مسٹر عبد المتین چودھری کو بھی پاکستان کی وزارت میں شامل کر لیا جائے گا۔ مغربی پنجاب کے وزراء میں کسی قسم کے بڑے اختلافات موجود نہیں ہیں۔ اور وزارت میں عنقریب جو تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ وہ وزراء میں سیاسی اختلافات کے باعث نہیں ہوں گی۔ بلکہ متفقہ سمجھوتہ سے عمل میں آئیں گی۔

آیورویدک ہسپتالوں کے اخراجات

حیدر آباد۔ اپنے نامہ نگار سے ۲۹ اپریل

سرکار نوّاب دولت آصفیہ حیدر آباد دکن نے سال رواں کے اخراجات کے واسطے آیورویدک ہسپتالوں کے لئے ایک لاکھ ۳۲ ہزار روپے کی منظوری دیدی ہے۔ واضح رہے کہ ان اخراجات کے لئے پہلے صرف ۷۵ ہزار روپے کی رقم منظور کی گئی تھی۔

پاکستان اور اسکنڈے نیویا میں ہوائی معاہدہ

کراچی ۲۸ اپریل: حکومت پاکستان سے ہوائی نقل و حمل کا معاہدہ کرنے کل ایک وفد اسکنڈے نیویا کے یہاں آیا ہے۔ وفد میں مسٹر ایم ہالنبرگ قونصل جنرل سویڈن متعینہ ہندوستان ہیں۔ گفت و شنید کل سہ پہر میں شروع ہوئی۔ پاکستانی وفد کی قیادت مسٹر مسرت حسین زبیری کر رہے ہیں مسٹر ہالنبرگ سویڈن کی جانب سے ہوائی نقل و حمل کے معاہدہ پر دستخط کریں گے۔ اور وہ سکے علاوہ ناروے۔ ڈنمارک کی حکومتیں اپنے قونصل جنرلوں کو پاکستان کے ساتھ ایسے معاہدے کرنے کی اجازت دیں گی۔ اسکنڈے نیوین ایئر لائنز سسٹم مشترکہ ہے۔ جس میں ڈنمارک ناروے۔ اور سویڈن کی حکومتوں کا بھی سرمایہ لگا ہوا ہے۔

میجر جنرل تھمایا کشمیر کے محاذ پر

نئی دہلی ۲۷ اپریل:۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ میجر جنرل تھمایا جو آجکل مشرقی کمان کے جنرل آفیسر کمانڈنگ ہیں ایک دو دن میں جموں اور کشمیر کی فوجوں کی کمان ہاتھ میں لے لیں گے۔ ادھر میجر جنرل کلونت سنگھ جو پچھلے نومبر سے کشمیر میں ہندوستانی فوج کے جنرل آفیسر کمانڈنگ کے عہدے پر متعین ہیں۔ جنرل ہیڈ کوارٹرز کے سنیر سٹاف میں لئے جائیں گے۔ اور غالباً چیف آف سٹاف مقرر کئے جائیں گے۔